یہ تو خیر ایک ضمنی گسترانہ بات تھی جو "مطلع" میں آ پڑی تھی جہاں تک اصل مسئلہ (غیر مسلم تقریبات میں شرکت) کا تعلق ہے تو افسوس ہے کہ مسلمانوں کا جو عام ذہن اور انداز فکر بن گیا ہے یعنی کسی معاملہ کے متعلق اُس کے مختلف پہلوؤں کے تجزیہ و تحلیل کے بغیر ایک عام اور مطلق حکم لگا دینا۔ اس کا مظاہرہ اس مسئلہ میں بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک فریق اس کو مطلقاً ناجائز کہتا ہے اور دوسرا جائز! حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تقریب مسلمانوں کی ہو یا غیر مسلمانوں کی۔ اُس کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں' ایک مذہبی اور دوسری سوشل' مثلاً مسلمان عید مناتے ہیں تو اُس کی ایک حیثیت تو یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہیں اور دوسری یہ کہ تحفہ تحائف بھیجتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، مبارکباد کے خطوط بھیجتے ہیں۔ اور عید یونین پارٹیاں کرتے ہیں، بس یہی حال غیر مسلم تقریبات کا ہے۔

اب اس سلسلہ میں جو احکام پیدا ہوتے ہیں وہ چار قسم کے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) تقریبات کی نوعیت اگر خالص مذہبی ہے تو اس میں شریک ہونا اور عبادت میں عملی حصہ لینا قطعاً حرام ہے۔

(۲) اس نوعیت کی تقریبات میں صرف شریک ہونا اور عبادت یا پوجا پاٹ میں عملی حصہ نہ لینا اس کی دو قسمیں ہیں۔

(الف) کسی تحقیق یا معلومات حاصل کرنے کی نیت سے شریک ہونا۔

(ب) اس طرح کی کسی نیت اور ارادہ کے بغیر محض تماشائی کی حیثیت سے شریک ہونا۔

ان دونوں میں الف کا حکم یہ ہے کہ مباح ہے' اور ب کا حکم یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(۳) اب رہی تیسری قسم یعنی یہ کہ تقریب کی نوعیت مذہبی اور عبادتی نہیں بلکہ صرف سوشل' عصرانہ یا ڈنر وغیرہ کی صورت میں یا کلچرل ایک ایسے جلسہ کی صورت میں ہے جس میں اکابر مذہب کے حالات زندگی اور اُن کے علمی اور اخلاقی کمالات پر تقریریں کی جائیں تو اس نوع کی تقریبات میں شریک ہونا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے۔ اسلام میں جس طرح مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی خوشگواری مطلوب ہے، اسی طرح مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی اخلاق و روابط کی خوشگواری اور حسن معاشرت مرغوب ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے تھادُوا تحابُوا۔